OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

تہذیبی تناظر میں اصول عدم تشبیہ : معاصر معاشرے میں اس کا اطلاقی جائزہ

رفعت سلطانہ

لیکچرار شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ گریجویٹ کالج کوٹ سلطان، لیہ

ڈاکٹر حافظ فدا حسین

ثانوی و اعلیٰ ثانوی تعلیمی بورڈ، ملتان

Abstract

The principle of non-resemblance to non-Muslims (Adam al-Tashabbuh bil-Kuffar) is an important concept in Islamic jurisprudence and Muslim social thought. It primarily concerns the adoption of distinctive religious beliefs, rituals, symbols, customs, and cultural practices that are specifically associated with non-Muslim communities and contradict Islamic teachings. However, not every form of cultural interaction or similarity with non-Muslims necessarily falls within the prohibited category of tashabbuh. In the contemporary world, rapid technological development, globalization, migration, international communication, and multicultural societies have brought diverse religious and cultural communities into close interaction. This situation necessitates a balanced understanding of the principle of non-resemblance so that Muslims can preserve their religious and cultural identity without isolating themselves from society or violating the rights of others. This study examines the linguistic and terminological meanings of tashabbuh, distinguishes it from related concepts such as imitation, following, conformity, and emulation, and explores its application in contemporary pluralistic societies. The study also analyzes relevant Qur'anic guidance, Prophetic traditions, and examples from the Prophetic biography, including social relations with non-Muslims, the protection of their rights, Hilf al-Fudul, and the Charter of Madinah. The research concludes that Islamic teachings neither advocate unconditional imitation of other cultures nor require complete social isolation from non-Muslim communities. Rather, Islam

CC BY

provides a balanced framework in which Muslims maintain their distinctive religious identity while participating in peaceful coexistence, social cooperation, justice, mutual respect, and constructive engagement with people of other faiths. Therefore, the principle of non-resemblance should be understood within its proper religious, cultural, and contextual framework in order to address the realities of contemporary pluralistic societies.

Key Words: *Tashabbuh bil-Kuffar, Islamic Identity, Islamic Jurisprudence, Pluralistic Society, Religious Identity, Prophetic Seerah, Charter of Madinah, Peaceful Coexistence*

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسان کی انفرادی، اجتماعی، معاشرتی، اخلاقی اور تہذیبی زندگی کے لیے جامع رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات جہاں مسلمان کو اپنی دینی و تہذیبی شناخت برقرار رکھنے اور غیر اسلامی عقائد و عبادات اور مذہبی شعائر کی پیروی سے اجتناب کی ہدایت دیتی ہیں، وہیں غیر مسلم افراد اور معاشروں کے ساتھ عدل، حسنِ سلوک، رواداری، تعاون اور پرامن بقائے باہمی کے اصول بھی واضح کرتی ہیں۔ اسی تناظر میں **اصولِ عدمِ تشبہ** ایک اہم فقہی و تہذیبی اصول کی حیثیت رکھتا ہے، جس کا بنیادی مقصد مسلمان کی دینی شناخت اور امتیازی تشخص کا تحفظ ہے۔ تشبہ سے مراد بالخصوص ان مذہبی شعائر، مخصوص علامات، عقائد، عبادات، رسوم و رواج اور امتیازی اوضاع و اطوار کو قصداً اختیار کرنا ہے جو کسی غیر مسلم مذہبی گروہ کی شناخت اور امتیاز سمجھے جاتے ہوں؛ تاہم محض کسی ایسی چیز میں مماثلت جو مذہبی شعار نہ ہو، نہ اسلامی اصولوں کے منافی ہو اور نہ ہی کسی غیر مسلم مذہب کی مخصوص شناخت سمجھی جاتی ہو، لازماً تشبہ کے حکم میں داخل نہیں ہوتی۔

عصرِ حاضر میں عالمگیریت، جدید ذرائع ابلاغ، تیز رفتار سفری سہولیات، بین الاقوامی تجارت، ہجرت اور ڈیجیٹل رابطوں کے باعث مختلف مذاہب اور تہذیبوں کے افراد ایک دوسرے کے قریب آگئے ہیں، جس کے نتیجے میں تکثیری معاشرے وجود میں آئے ہیں اور تہذیبی اثر پذیری ایک ناگزیر سماجی حقیقت بن چکی ہے۔ ایسے حالات میں اصولِ عدمِ تشبہ کی ایسی تعبیر اور تطبیق ضروری ہے جو ایک طرف اسلامی تشخص، عقائد اور مذہبی شعائر کے تحفظ کو یقینی بنائے اور دوسری طرف غیر مسلم شہریوں کے حقوق، حسنِ معاشرت، سماجی تعاون اور پرامن بقائے باہمی کے اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ ہو۔ عہدِ نبوی ﷺ کے معاشرتی تعاملات، حلف الفضول، غیر مسلم ہمسایوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور میثاقِ مدینہ اس امر کی واضح رہنمائی فراہم کرتے ہیں کہ اسلام نے غیر مسلم معاشرے سے مکمل لاتعلقی کے بجائے اصولی حدود کے ساتھ مثبت اور ذمہ دارانہ سماجی تعلقات کو فروغ دیا۔

زیرِ نظر مطالعہ اسی متوازن تصور کی روشنی میں اصولِ عدمِ تشبہ کے لغوی و اصطلاحی مفہوم، اس سے متعلقہ اصطلاحات اور معاصر تکثیری معاشرے میں اس کے اطلاق کا تحقیقی و تجزیاتی جائزہ پیش کرتا ہے۔

تشبیہ کی اصطلاح و معنوی تفہیم

کفارکے ساتھ ان کے عمومی اوصاف عقائد، عادت وعبادات اورانکی زندگی کے مخصوص رہن سہن، تہوارات، مطعومات، ملبوسات میں مشابہت اختیار کرنا جن کے بارے میں قرآن وحدیث میں وعیدات آتی ہیں تشبیہ کہلاتاہے۔ اسطرح وہ تمام خصائص اور تمام چیزیں جو کفارکے نہ عقائدوعبادات اورنہ رسم و رواج اور تہوار میں شامل ہیں اورنہ ہی وہ کتاب وسنت کی بنیادی دلائل کےخلاف ہیں تو یہ کفار کےساتھ مشابہت کے زمرے میں نہیں آئیں گے۔

تشبیہ کی لغوی تعریف

تشبیہ باب تفعل کامصدر ہے۔اس کامادہ (ش ب ہ) ہے۔جسکامطلب ہےرنگ وروپ شکل اورصورت یا ایک چیز کادوسری چیزکےاوصاف میں مشابہ ہم مشکل ہونا جسے کہاجاتاہےبذا کسی بثه وشبه وثبه ذالک الشی ،یعنی یہ چیزدوسری چیزکے مشابہ ہے تشبیہ عربی زبان کے لفظ شبہ سے نکلاہےاسکامعنی ہےہم شکل ہونا، ہم مثل ہونا، باہم مختاط ہونا، ہم وصف ہونایانقل کرنااورمشابہ ہونایعنی کوئی ایک چیزجوکسی دوسری چیزکی طرح ہوتوکہیں گےیہ چیزاس جیسی ہے یااس سے تشبہ رکھتی ہےآپس میں مماثلت کایہ عمل تشبہ کہلاتاہے۔

تشبہ کے لغوی مفہوم کے بارے میں اہل لغت نےاپنی مختلف کتاب میں جومعانی اسکے درج کیے ہیں اسے چند مشہور معروف کتب سے یہاں نقل کیاجاتاہے۔[1]

ابن منظورافریقی نے لسان العرب میں تشبیہ کی تین لغتیں بیان کی ہیں۔لاشهوا الشهوالشبيه جیسے آپ مصادر بھی کہہ سکتے ہیں اوراس کامعنی مثل بیان کیاہےاس کی جمع أشباه ہےاہل عرب یہ لفظ اس وقت بولتے ہیں جب ایک شی دوسری شئی کہ مماثل ہوتاج العروس کےاندر تشبیہ کے معنی مثل بیان کیاگیاہے۔[2]کتاب التعریفات میں ہےکہ لغت میں تشبیہ کسی شئی کاکسی دوسری شی کےساتھ معنی مشترکہ امرپردلالت کرتی ہےپہلی کومشابہ (بالکسر) دوسری کوشہ بہ (بالفتح) کہتے ہیں اس کے لیے آلہ تشبیہ، اس کی غرض وغایت اور تشبیہ کاہونا ضروری ہوتاہے۔ یہ معنی اہل لغت کے نزدیک ہے۔[3]

امام راغب اصفہانی نے بھی شبہ کی تین لغتیں بیان کی ہیں: الشھو والشبھو الشبیہ ۔اصل معنی مماثلت کے ہیں اس کی یہ تعریف بیان کی ہے کہ دو چیزوں کا معنوی اور معنی لحاظ سے آپس میں اس قدر مماثل ہوجانا ہے کہ ایک دوسرے سے ممتاز یا مختلف نہ ہوسکیں۔[4]

تشبیہ کااصطلاحی مفہوم

تشبیہ بالکفارسے مراد کسی بھی مسلمان کابہ تکلف کفارکے ممتازومخصوص چیزکواپنانا یعنی جوچیز کسی

علاقے میں کفار یا مشرک قوم کی پہچان، علامت ہو مسلمان کا اس چیز کو استعمال کرنا۔

اسکا اصطلاحی معنی یہ بیان کیا جاسکتا ہے

لباس وطعام اور مخصوص افعال میں غیروں کی اوضاع واطوار کو اختیار کیا جائے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام ایک کامل واکمل دین ہے کوئی جب تک دنیا باقی ہے تو دین اسلام یعنی مذہب اسلام باقی ہے اور دین اسلام کا کوئی بھی پہلو ہو خواہ نظریات وعقائد ہوں تہذیب وثقافت اور زندگی کے تمام معاملات و معاشرت سب اس مذہب اسلام کا اپنا سسٹم اور نظام ہے کوئی بھی دین و مذہب زیادہ دیر تک اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو سکتا جب تک اسکا اپنا نظام مکمل طور پر محفوظ نہ ہو اگر اسلام کو پس پشت ڈال کر غیروں کے نقالی کو فروغ دیا گیا اور کسی قوم کی معاشرت کو اپنایا گیا تو اسلامی اقدار اور روایات مرغوب و مغلوب ہو کر رہ جائیں گی۔

حکیم الاسلام قاری طیب صاحب تشبیہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تشبہ شبہ سے ماخوذ ہے جسکے معنی ہیں دو چیزوں کا آپس میں ایسا ملتبس ہو جانا کہ کوئی بھی اپنی اصلی وجود کو نمایاں نہ رکھ سکے اور ظاہر ہے کہ ایسا نشہ ایک انسان کو دوسرے کے ساتھ اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ دوسرے کے مخصوصات اور امتیازی نشانات کو اختیار کرے اور صورتاً اس میں رل مل جاتے۔"[۵]

اور دوسری جگہ اپنے مخصوص حکیمانہ انداز میں لکھتے ہیں

تشبہ بالخبر فی الحقیقت تخریب حدود اور ابطال ذاتیات کا نام ہے یعنی فطری حدود سے تجاوز کرنا یا حقیقی حدود کو توڑ دینے کا دوسرا نام تشبیہ بالغیر ہے۔[۶]

اس لحاظ سے اسکی وضاحت اسطرح کی جاسکتی ہے کہ کسی شخص کا دوسرے مذہب یا قوم کے اثرات یا کسی جماعت کے طور طریقے، تہذیب وتمدن اخلاقیات، رہن سہن، طرز معاشرت، ملبوسات، مطعومات، فکر وتدبر میں اپنی مشابہت اور ہو بہو نقل کرنا کہ اس پہلے فرد پر دوسرے فرد کا گمان ہو۔ایک نہ جاننے والا شخص کو بھی یہ گمان ہو کہ یہ شخص اُسی جماعت یا قوم سے تعلق رکھتا ہے۔ تشبیہ بالکفار کی مختلف تعریفات یاد بیان کی جاسکتی ہیں۔

تشبہ بالکفار کی مختلف تعریفات

۱۔ کسی مسلمان کا کسی کافر قوم کے ساتھ عرفاً یا شرعاً کسی ناپسندیدہ چیز میں مشابہت اختیار کرنا، اور یہ مشابہت اختیار کرنا اور یہ مشابہت کسی کافر کے ساتھ قصداً ہو۔

۲۔ کسی نفع یا نقصان سے بے پرواہ ہو کر کوئی ایسا رویہ یا کوئی ایسی اداء اپنا نا جو پسند آ گئی ہو اور زبردستی اپنائی جا رہی ہو اور وہ اداء کسی کافر کی ہو۔

۳۔ غیر مسلم کی ہروہ چیز اور ہروہ ادا اپنانا کہ اگر کوئی مسلمان اسے استعمال کرتے تو اس پر غیر مسلم ہونے کا دھوکا لگے۔

ان تعریفات سے اندازہ ہوتا ہے کہ غیروں کے ڈگر پر چلنا یا غیروں کے نقالی اختیار کرنا اسلام میں سخت ناپسندیدہ ہے اسلام نے غیروں کیطرف للچائی نگاہ سے دیکھنے سے منع فرمایا ہے اسلام ایک خوبصورتی اورجدت رکھتا ہے اسلام عورتوں کو مکمل طور پر آزادی دیتا ہے اسی طرح ہرایک کے مکمل طور پر حقوق وفرائض بیان کرتا ہے جبکہ بغیر اسلامی تہذیبوں کے اندر حقوق وفرائض کو سرعام پامال کیا جاتا ہے اخلاقی اقدار وتصورات کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے یہ اسلام کے اندر اتنی زیادہ وضاحت ہے کہ وہ ہر دور اور ہر خطے کے لیے پایا جانے والا ماحول ورسومات کا احترام کرتا ہے۔

تشبیہ سے مماثل دیگر الفاظ

المحاکاۃ یہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے اس کے مختلف معنی بیان کیے گئے ہیں اسکے ایک معنی آتے ہیں کسی چیز کی نقل اُتارنا اور ہو بہو ویسے ہی کرنا اور مشابہت اختیار کرنا اور یہ نقل اتارنا خواہ کسی بھی صورت میں ہو۔ قولاً ہو یا فعلاً ہو جب کوئی شخص کسی کے انداز کو مخصوص انداز میں نقل کرتا ہے تو اس وقت عرب یہ مخصوص حملہ استعمال کرتے ہیں۔

حکی فعلہ وحاکاہ۔[۷]

لیکن اکثر وبیشتر اسکا استعمال قبیح اور معنی مشابہت ونقل میں ہوتا ہے۔

اسکے علاوہ تشبہ کا لفظ التمثل سے بھی مماثل ہے یہ باب تفعل کا مصدر ہے مادہ (مثال) ہے اس کے معنی تسویہ برابری، مشابہت اور یکسانیت کے ہیں۔

مثال کے طور پر:

ھذا مثلہ ومثلہ وھذا وشبہ۔

دونوں کا معنی ایک ہے۔

المشاکلۃ: مشاکلہ، اشکال، تشاکل تشکل ان سب کا مفہوم ایک ہی ہے یعنی کسی چیز کا دوسری چیز کے موافق مشابہ ہونا جب ایک چیز دوسری چیز کی مشابہ ہو تو اس وقت عرب کہتا ہے ترجمہ اورجب دو چیزیں امشلاط کی وجہ سے مشتبہ ہو جائیں تو اس وقت عرب یہ الفاظ استعمال کرتا ہیں۔

اشکل الامدان اذا شتبھا۔[8]

یعنی یہ دونوں چیزیں مشتبہ ہو گئیں۔

الاتباع: کسی کے پیچھے پیچھے چلنااس کے قول یا عمل کو اپنانا یا کسی گزرتے کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کر دیناتو عرب اس وقت یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

اتبعه اتبعه و تبعه۔

اسی سے بخاری اور مسلم میں یہ لفظ وارد ہوا ہے: **لتبعن سنن من کان قبلکم الخ** یعنی صرور بالضرور تم اپنے پہلی املوں (یہود و نصاری) کے نقش قدم پر چلوگے۔[9]

الموافقہ: مدافعت کی تعریف مختلف انداز میں کی گئ ہے لیکن علامہ سیف الدین الآمدی نے ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

وهی مشارکة أجد الشخصين لآخر فی صورة قول اوفعل اور ترک او اعتقاد اور غیر ذالک سواء کان ذالک من أجل ذالک الہ خرام لا لأجله۔[10]

یعنی ایک شخص کا دوسرے کے قول و عمل اعتقاد وغیرہ اُمور میں شریک ہونا، خواہ یہ شارکت اس دوسرے شخص کی وجہ سے ہی ہو یعنی قصداً موافقت کے ساتھ شارکت ہو یا قصد کے بغیر موافقت و شرکت ہو جائے۔

التساسی: اسوہ کے معنی نمونہ کے ہیں جب کوئی شخص کسی کو اپنا پیشوا اور رہنما اور رہبر تصور کرتا ہو اور وہ اپنے رہبر اور رہنما کے قول و فعل پر عمل پیرا کرنے کی کوشش کرے اور اس کی اقتدار میں چلے تو اس وقت عرب یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں:

فلان یتأسی بغلان أی یر می لتفه مار فیه و یقتدی به۔[11]

''یعنی فلاں شخص اپنی خوشی اور مرضی سے فلاں کی پیروری کر رہا ہے۔

التقلید: یہ قلادہ سے ماخوذ ہے باب تفصیل کا مصدر ہے جب کوئی شخص کسی کا قول ہو یا عمل بغیر دلیل کا مطالعہ کیئے قبول کرے تو اس وقت کہا جاتا ہے۔

قلد القیر د الانسان ای حاکاہ و شبہ یه۔[12]

یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب بندر کسی کی نقل اُتارتا ہے۔

یہ الفاظ تشبیہ سے مماثلت رکھتے ہیں لیکن استعمال اطلاق و تقلید کے اعتبار سے ان کے اندر تھوڑا بہت فرق ضرور پایا جاتا ہے۔

موجودہ دورجدید ٹیکنالوجی اورجدید سہولیات کادورہاہےاس دورکی سہولیات نےاور ذرائع آمدورفت کی تیزرفتاری نے فاصلوں کو بالکل سمیٹ کرر کھ دیاہے ۔اب شرق و غرب کا فاصلہ بالکل معمولی سامعصوم محسوس ہونےلگا ہے ۔اب دنیا کے اندر یعنی اقوام عالم میں ایسے اصول وضع کردیے گئے ہیں کہ مسلمان آزادی کے ساتھ ایک ملک سے دوسرے ملک سفر کر سکتے ہیں ۔اوردوسرا ملک خواہ مسلم ملک ہویاغیرمسلم ممالک میں شمار ہوتاہووہاں مسلمان آزادی سے زندگی گزار سکتے ہیں ۔اوراس ملک کودارالحرب قرار نہیں دیا جائےگا ۔بلکہ وہ دارالسلام قرار دیاجائےگا کیونکہ وہاں مسلمان پرامن طریقےسے رہ کراسلام کے بتائے ہوئے اُصولوں کے مطابق زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

علامہ علاؤالدین حصکفی رقمطراز ہیں:

کسی غیراسلامی ملک میں یعنی وہ ملک جسکومسلمان دارالحرب تصور کرتے ہیں اگران میں اسلامی احکام مثلاً جمعہ اورعیدین کااجراہوجائےتو وہ دارالحرب نہیں رہےگابلکہ وہ دارالسلام ہوجاتاہے ۔بے شک وہاں اصل یعنی زیادہ ترآبادی غیر مسلمانوں کی ہواور وہ علاقہ جغرافیائی لحاظ سے کسی بھی مسلم ملک سے متصل نہ ہو۔"[۱۳]

اس سے اندازہ لگایاجاسکتا ہے کہ مسلم اقوام غیر مسلم ممالک میں بھی بہت زیادہ تعداد میں رہتے ہیں۔ اوراسطرح جو معاشرہ تشکیل پاتاہےوہ مختلف تہذیبوں پر مشتمل ہوتاہے ۔تہذیبوں کےایک دوسرے پر اثرات ہوتے ہیں مسلمان جہاں جہاں گئے انہوں نےاپنااثر چھوڑااوراثر قبول بھی کیاموجودہ دور موبائل اور انٹرنیٹ کادور ہےاس دور میں کوئی تہذیب دوسری تہذیب سے تالا تعلق نہیں رہ سکتی اثر قبول بھی کرتی ہےاوراثرڈالتی بھی ہے ۔جس معاشرےمیں دو یا سے زائد تہذیبی اکائیاں ہوں اسے تکثیری سماج کہاجاتا ہے جس میں مختلف نسلی،مذہبی،لسانی،ثقافتی اکائیاں شامل ہیں دنیا میں بہت سارےممالک تکثیری سماج کی نمائندگی کرتے ہیں ۔جیسے ریاست متحدہ ہائےامریکہ،سری لنکا،نیپال،بھوٹان،مالدیپ،تھائی لینڈ،انڈونیشیااور پاکستان اس کے لیےانگریزی میں "Pluralism"کی اصطلاح کیجاتی ہےاُردو میں اس کا ترجمہ تکثیریت کیاجاتاہے کیمبرج ڈکشنری میں ہے۔

"The existence of different type of people who have difference belifes and opinions with in the same society.

"مختلف طرح کے لوگ جو مختلف عقائدونظریات کے حامل ہوں مشترکہ معاشرے میں رہتے ہوں۔"[۱۴]

اس سے واضح ہوتا ہے تکثیریت کامفروضہ یہ ہے کہ مختلف تہاذیب اور مختلف طبقات سماج کےاندر پرامن

طریقے سے بہتر زندگی گزار سکتے ہیں لیکن ان کے لیے کچھ اصولوں کی ضرورت پڑتی ہے وہ اصول اسلامی اصول ہیں۔

قرآن مجید سے تکثیری سماج کی وضاحت

قرآن مجید میں رشتہ داروں کی حقوق کی خبرگیری کرنے کی تلقین کی گئ ہے رشتہ دار خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم کسی بھی شہر یا کسی بھی ملک میں وہ ہر حال میں اسلامی رشتہ داروں کے حقوق کا خیال رکھنے کی تلقین کی ہے رشتہ دار خواہ کسی بھی مذہب کے ماننے والے ہوں انکی مکمل خبرگیری کرنی ضروری ہے کافر بے شک وارث نہیں ہو سکتے لیکن اسلام اپنے غیر مسلم رشتہ داروں کو مصیبت یا تحفہ تحائف کے ذریعے اپنا مال کا کچھ حصہ دیا جا سکتا ہے۔اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَاُولُو الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰى اَوْلِيَآئِكُمْ مَّعْرُوْفًا۔[15]

کتاب اللہ کی روح سے تمام مومنین ومہاجرین کی بہ نسبت رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں اس لیے اپنے اولیاء کے ساتھ تم کوئی بھلائی (کرنا چاہو تو) کر سکتے ہو۔"

اصول عدم تشبہ کا اطلاقی جائزہ اور سیرت نبویہ ﷺ

تاریخی حقائق سے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم دور خلفائے راشدین اور اس کے بعد کے ادوار میں بھی مسلمانوں نے مختلف غیر مسلم اقوام کے ساتھ غیر جانبدارانہ تعلقات استوار کیے۔آج وہ غیر مسلم ممالک جن سے باہمی کاروبار تجارت اور دیگر قسم کے معاہدات ہیں ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے تکثیری سماج میں رہتے ہوئے ایک خوبصورت تعلقات کے ساتھ زندگی بسر کی ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سماجی زندگی بڑی ہمہ گیر،وسیع اور ہر زمانے کی سماجی ضروریات میں رہنمائی رکھنے والی ہے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کی ایک بہترین مثال یہ ہے کہ غیر مسلم بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو صادق اور امین کے لقب کے ساتھ پکارتے تھے۔نبوت کے دعوی کے بعد کفار مکہ آپ ﷺ کہ جانی دشمن ہوگئے تھے ۔لیکن اس کے باوجود جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف ہجرت کر کے گئے تو آپؐ نے حضرت علیؓ کو قریش مکہ کی امانتیں دیں کہ وہ صبح کو سب سے پہلے یہ امانتیں قریش مکہ کے سپرد کر دیں۔اور پھر مدینہ پہنچ جائیں۔[16]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہمی ہمدردی وتعاون اور بین المذاہب ہم آہنگی وخدمت کے بھرپور جذبہ سے مامور تھے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مذہب قوم قبیلہ اور حسب ونسب سے تعلق کے بغیر ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبے میں سرشار تھے ۔اس کا اندازہ حلف الفضول والے واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تکثیری معاشرے کے اندر رہتے ہوئے اس کا ساتھ دینے کا بہترین فیصلہ کیا اور دوسروں

کو دعوت دی۔[17]

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو معاشرتی و سماجی تعلقات کا بہت زیادہ لحاظ تھا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہمسایہ چاہے مسلمان ہوتا یا غیر مسلم اسکی مکمل طور پر دل جوئی فرماتے اوراس کے ساتھ ہمدردی فرماتے حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی کہ جب سالن پکاؤ تو پانی بڑھا دو اوراپنے پڑوسیوں میں سے جس گھر کی ضرورت ہو اس میں کچھ بھیج دو۔[18]

آج اکثر غیر مسلم ممالک ایسے ہیں جہاں مسلمانوں کو اسلامی ریاست کی نسبت جان و مال عزت و ابرو اور تمام قسم کی سہولیات اور تحفظ عام مسلم ممالک سے زیادہ حاصل ہے ۔اور غیر مسلم ممالک ہونے کے باوجود وہاں پر آبادی زیادہ تر مسلمانوں کی ہے اوروہاں پر مخلوط عورتوں کا رواج ہے ۔جہاں مسلم اور غیر مسلم کی مخلوط عورتیں ہوتی ہیں۔

حدیث مبارک بہت ساری ایسی عورتوں کا ذکر ملتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سارے مسلمان مسلموں کی دعوتیں قبول فرمائیں ۔حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوَ کی روٹی اور چربی کی دعوت دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمائی۔[19]

عصر حاضر میں بھی جو ریاستیں مشترکہ سماج پر مبنی ہیں اوروہاں ریاستیں امن پسند ہیں تو وہ قانون سازی کررہی ہیں ۔کہ جو لوگ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں انکو الگ تھلگ رکھنے کی بجائے ان کو حقیر اور کم تر تصور کرنے کی بجائے ان کو معاشرے میں ایک مقام دیا جائے اورانکے حقوق دیے جائیں ۔اوران اقلیتوں کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے معاشرے سے الگ نہ کیا جائے کہ اُن کی صلاحتیں مفقود ہو کر رہ جائیں تکثیری سماج میں رہتے ہوئے مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنا رویہ اس طرح رکھیں کہ نہ تو مکمل طور پر غیروں کی تقلید کرنے لگیں اور نہ ہی پوری معاشرت کو دور پھینک دیں۔

موجودہ دور میں تکثیری معاشرے میں مسلمانوں کا رویہ شدید ہوجاتا ہے یا مغربی تہذیب کے ہو جاتے ہیں یا پھر مغربی تہذیب کو مکمل طور پر رد کردیتے ہیں ۔سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل طور پر مطالعہ کریں تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کی جاہلی معاشرت کو مکمل طور پر ترک نہیں کیا اورنہ ہی مکمل طور پر قبول کیا ۔بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جاہلی رسومات اور رواجات کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈالنے کی کوشش کی ۔اس سماج کے لوگوں کے درمیان پرامن بقائے باہمی اورامن عالم کاایک بہترین نمونہ میثاق مدینہ جیسے دستور کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہیں ۔اس کے اندر خوبصورت

اصول پائے جاتے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو وہاں کے مختلف قبائل جن کا تعلق مختلف مذاہب سے تھا۔آپ ﷺ نے معاہدہ فرمایا یہی معاہدہ میثاق مدینہ کے نام سے موسوم ہے۔اس معاہدے کی دفعات انتہائی مدبرانہ اور معقول ہیں اس کا اندازہ معاہدے کو پڑھ کر کیا جا سکتا ہے۔[۲۰]

اس معاہدے کے اندر بیشتر دفعات تکثیری سماج میں زندگی گزارنے والوں کے لیے ایک بین الاقوامی دستوری ڈھانچہ ہے۔

اسلام میں اصولِ عدمِ تشبہ کا مقصد محض غیر مسلم افراد یا تہذیبوں سے ہر نوع کی ظاہری مماثلت کی نفی کرنا نہیں، بلکہ مسلمان کی دینی شناخت، اعتقادی امتیاز اور اسلامی تہذیبی تشخص کا تحفظ ہے۔ تشبہ کا حکم بالخصوص ان امور سے متعلق ہے جو کسی غیر مسلم مذہب کے مخصوص شعائر، مذہبی علامات، عقائد، عبادات یا امتیازی تہذیبی شناخت کا حصہ ہوں اور جنہیں مسلمان قصداً اختیار کرے۔ اس کے برعکس وہ امور جو عمومی انسانی ضرورت، عرف، معاشرتی مصلحت یا جدید تمدنی ترقی سے متعلق ہوں اور جن میں کسی مذہب کی مخصوص شناخت یا اسلامی اصولوں کی مخالفت نہ پائی جائے، محض غیر مسلم معاشروں میں رائج ہونے کی بنا پر تشبہ قرار نہیں دیے جا سکتے۔

قرآن و سنت اور سیرتِ نبوی ﷺ کے مطالعے سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے غیر مسلموں کے ساتھ عدل، حسنِ سلوک، صلہ رحمی، ہمسائیگی، باہمی تعاون اور معاشرتی امن کے قیام کی اجازت بلکہ بعض حالات میں اس کی ترغیب دی ہے۔ حلف الفضول، غیر مسلموں کے ساتھ معاملات اور میثاقِ مدینہ اس متوازن اسلامی منہج کے نمایاں نمونے ہیں۔ لہٰذا عصرِ حاضر کے تکثیری معاشرے میں مسلمانوں کے لیے نہ تو غیر اسلامی تہذیب کی غیر مشروط تقلید درست ہے اور نہ ہی ہر غیر مسلم تہذیبی اثر کو بلاامتیاز مسترد کرنا اسلامی منہج کی درست نمائندگی کرتا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ مذہبی شعائر اور اسلامی اقدار کے تحفظ کے ساتھ غیر مسلم شہریوں کے حقوق، انسانی احترام، سماجی تعاون اور پرامن بقائے باہمی کو ملحوظ رکھا جائے۔ اس طرح اصولِ عدمِ تشبہ کو ایک ایسے متوازن تہذیبی اصول کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے جو مسلمان کو اپنی دینی شناخت برقرار رکھتے ہوئے معاصر تکثیری معاشرے میں مثبت، ذمہ دارانہ اور پُرامن کردار ادا کرنے کی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات

۱۔ افریقی ، محمد بن مکرم بن علی ابو الفضل جمال الدین ابن منظور، لسان العرب ،بیروت: لبنان، دار صادر، الطبعہ الثالثہ، ۱۴۱۴ھ، ج۱۳، ص:۵۰۳

۲۔ زبیدی، محمد بن محمد بن عبد الرزاق الحسینی، ابوالفیض، تاج العروس، جواہر القاموس، بیروت لبنان: دارالھدایہ، س ن، ج۳۶، ص:۴۱۱

۳۔ جرجانی، علی محمد، کتاب التعریفات، دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان، الطبعۃالمولی، ۱۴۰۳ھ، ج۱، ص۵۸

۴۔ اصفہانی، ابوالقاسم، حسین بن محمد المعروف بالراغب، المفردات فی غریب القرآن، دمشق، بیروت لبنان، دارالعلم، الدار الشامیہ، سنۃ الطبع، ۱۴۱۲، ج۱، ص۴۴۳

۵۔ محمد طیب، قاری، الحاج، الحافظ، اسلامی تہذیب وتمدن، دارالکتاب دیوبند، انڈیا، ۱۹۲۹ء، ص۲۳۷

۶۔ محمد طیب، القاری، الحاج، الحافظ، التشبہ فی الاسلام، مکتبہ قاسمیہ، دیوبند، انڈیا، ۱۳۴۸، ص۳۵

۷۔ القاموس المحیط، دارالرسالہ، ج۲، ص۴۲

۸۔ للجوہری، الصواح، ج۶/۲۳۱۷

۹۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الانساء باب ماذکر عن بنی اسرائیل، رقم ۳۲۶۹

۱۰۔ الاحکام فی اصول الاحکام المکتب الاسلامی، ص۱۷۲

۱۱۔ لسان العرب، دارالصادر، البیروت، ص۳۵

۱۲۔ المعجم الوسیط، ۲/۷۵۴

۱۳۔ محمد علاؤالدین بن علی دار الفکر بیروت ۱۳۸۶۔۱۷۵/۵۔

۱۴۔ عبدالغفا، ڈاکٹر، بابر فاروق، حافظ، رحیمی، تکثیری سماج میں بین المذاہب ہم آہنگی اوراُسوۂ رسول ﷺ، پاکستان، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، ۲۰۲۱ء ص۲۷۳

۱۵۔ الاحزاب:۶

۱۶۔ محمد بن سعد طبقات ابن سعد، مترجم عبداللہ المادی نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی ۲۰۱۲ ۱۵۴/۲۔

۱۷۔ ابن کثیر حافظ عمار الدین ابوالفدا اسماعیل البدایہ والنہایہ، محمد اصغر ابو طلحہ دارالاشاعت لاہور ۲۰۱۰ ۱۴۸/۱۔

۱۸۔ مسلم، ابن حجاج القشیری، صحیح مسلم، دارالحضارہ للنشر والتوزیع، ریاض، ۲۰۱۵ء، کتاب البر والصلہ والاداب، باب الوصیہ، بالجار والاحسان الیہ، رقم الحدیث:۶۶۸۸

۱۹۔ ابن کثیر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مترجم ہدایت اللہ ندوی، مکتبہ قدوسیہ لاہور ۱۹۹۶۔۳۹۴/۳۔

۲۰۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، مشتاق بک کارنر، لاہور، ۲۰۱۶ء، ص۸۴